© rasailojaraid.com

جوابات سوالات کمیشن تعلیم

از طرف

انجمن ہمدردی اسلامی لاہور

ریمارک قبل اسکے کہ مین ان جوابات کو معرض نقل مین لاون اس بات کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ ان جوابات کو اسلام یا اہل اسلام سے کیا تعلق ہے اور خاصکر اس رسالہ اشاعۃ السنہ سے (جسکا کام صرف اشاعت سُنت و حمایت اسلام ہے) کیا علاقہ ہے۔ اور اسکے اس رسالہ مین درج کرنیسے کیا غرض ہے۔ **کہین ایسا** نہو کہ ہم باوجود دعوی حمایت اسلام و اشاعت سُنت وہ کام کر رہے ہون جسکو اسلام سے تعلق نہو اور ہمارے حال پر یہ بیت صادق آرہا ہو ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ❊ کین رہ کہ تو میروی بترکستانست۔

لہذا بگوش توجہ سُننا چاہئے کہ **بعض جوابات** تو ایسے ہین جنمین خاص تعلیم مذہبی سے بحث اور سرکار سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ سرکاری مدارس مین مسلمانون کے لڑکون کو اصول مذہبی (قرآن و حدیث) کی تعلیم دیجاوے۔ یا مسلمانون کے اُن مدارس کو (جنمین وہ مذہبی تعلیم دیتے ہین) روپیہ سے مدد دیجاوے (دیکھو جوابات نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۱۴ و ۴۳ و ۳۹ وغیرہ) جنمین یہہ بات بتصریح لکھیگئی ہے اور اس سے بڑھکر اِس امر کی تصریح اس ضمیمہ رپورٹ انجمن ہمدردی مین چھپی ہے جو بعد اختتام جوابات منقول ہوگا۔ نمبر ۳۹ مین تعلیم مذہبی کے ساتھ اسکی تعمیل (نماز پڑھنی) کی اجازت کی بہی درخواست کی گئی ہے۔ **اِن جوابات** کا موید و مفید و عام ہونا میرے نزدیک محتاج دلیل و اثبات نہین۔ **بعض لوگون** کا یہہ خیال ہے کہ سرکاری مدارس مین مذہب اسلام کی تعلیم جاری ہونی یا ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدارس کو جہان اس مذہب کی تعلیم ہوتی ہے مدد دینے کی درخواست اس امر کے درخواست کی موید ہے کہ ہندؤن اور عیسائیون کو بہی مدارس سرکاری مین مذہبی تعلیم دیجاوے یا انکے مذہبی مدارس کو روپیہ سے مدد دیجاوے اور یہہ امر منافی حمایت اسلام ہے ۔

مگر یہہ خیال اسوقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ ہندؤن اور عیسائیون کی مذہبی تعلیم یا معاونت تعلیم صرف انجمن کی اس درخواست کا نتیجہ ہو جسکی علامت یہہ ہر کہ اگر یہہ انجمن یا کوئی اور مسلمان جماعت اس امر کی درخواست نہ کرے تو ہندؤن اور عیسائیون کی تعلیم یا معاونت تعلیم ملتوی رہے ۔ اور جس حالت مین عیسائیون کو پہلے ہی سے مذہبی تعلیم پر مدد مل رہی ہے اور ہندؤن کو مذہبی تعلیم پر مدد دینے کو گورنمنٹ خود تیار ہے تو انجمن کی اس درخواست کا اسمین کیا دخل واثر ہے ۔

اگر انجمن اس خوف سے اہل اسلام کے لئے مذہبی تعلیم یا معاونت تعلیم کی درخواست نہ کرے یا اس تعلیم ومعاونت تعلیم کی مخالف رائے دے تو اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کچھہ نہ ہوگا کہ صرف ہندؤن اور عیسائیون کو سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم دیجاویگی یا انکے مذہبی مدارس کو روپیہ سے مدد ملیگی ۔ مسلمان اور اُن کے مذہبی مدارس ان دونون صورتون معاونت سے محروم رہینگے ۔ اور یہہ امر جیسا کہ (مضر یا مفید) بحق اسلام ہے ظاہر ہے ۔

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سرکاری مین مذہبی تعلیم مسلمانون کے لئے ہوئی بہی تو کیا ہوگی ۔ مذہبی تعلیم اہل اسلام کے لئے تو اپنے ہی گہرون اور مسجدون مین اور اپنے ہی مقدس علماء سے مناسب ہے ۔

یہ خیال بہی اُن لوگون کی نسبت تو صحیح ہے جنکو اپنے گہرون مین اور مسجدون مین اپنے علماء سے دینی و دنیوی تعلیم میسر وممکن ہے ۔ اور انکو سرکاری مدارس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی کچھہ پرواہ نہین ہے - ایسے لوگون کو ہم یہی نہین کہتے کہ وہ سرکاری مدارس مین جاوین اور وہان جاکر دین سیکھین -

مگر یہہ خیال اِن لوگون کے حق مین غلط و زہر قاتل ہے جو مسجدون کا دروازہ نہین دیکھتے اور گھر دن پر خدا کا نام نہین لیتے تولّد ہوتے ہی اے بی سی کے سوا کچھہ نہین پڑہتے اور سرکاری سکولون کو قبلہ حاجات و کعبہ مرادات دنیوی جانتے ہین - ایسے لوگون کے لئے اگر سرکاری سکولون مین بھی مذہبی تعلیم کا بندوبست ہو تو پہر وہ مذہبی تعلیم کہان پاوینگے -

مانا کہ سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم جیسی چاہئے ویسی نہ ہوگی مگر مطلق نہ ہونے سے جیسی ہو ویسی بہتر ہے مثل مشہور ہے "ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ" - جسکو ہندی والے یون کہتے ہین - کچھہ نہ ہونے سے کچھہ ہونا بہتر ہے" اور انگریزی مین یون کہتے ہین "سُم تہنگ از بٹر دین نہ تہنگ" - اور بعض جوابات ایسے ہین جنمین مدارس مخالف اسلام پر نکتہ چینی کی گئی ہے (دیکھو جواب نمبر ۱۵ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۴ - ۳۰ - ۵۷ - وغیرہ) جنمین مشنری سکولون کے واقعی معائب و نقصانات کا بیان ہے اور ان مدارس کی امداد کو کم کر دینا کی بابت رای دی گئی ہے اور نمبر ۴۲ لغایت ۴۶ جنمین زنانہ مدارس سے مشنری لیڈیون کی مداخلت کے برخلاف رائے دیگئی ہے اِن جوابات کا بھی مفید و موید اسلام ہونا محتاج بیان و اثبات نہین ہے **اور بعض جوابات** ایسے ہین جنمین عام حالات مدارس دیسی و سرکاری کا بیان ہے (جیسے جواب نمبر ۴ لغایت ۹ و نمبر ۱۱ - ۱۲ وغیرہ) اکثر جوابات جنمین مدارس کے طلباء کی تعداد - انکی علوم مروجہ کی کیفیت انکی طلباء کی لیاقت انکی مروج و مستعمل زبان کی حالت انکے نہہا و چلاؤ کی صورت وغیرہ وغیرہ) یہہ جواب گو لظاہر تاریخی حالات ہین جو اسلام سے اجنبی

Something is better than nothing -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معلوم ہوتی ہین مگر درحقیقت یہہ سبھی جواب اسلام و اہل اسلام کے موید ہین ۔

بطور تمثیل ایک دو جوابات کا مفید اسلام ہونا بیان کیا جاتا ہے ۔

دیکھو جواب نمبر ۱ مین اُردو زبان کا مدارس مین قایم رکھنا بیان کیا گیا ہے جسمین بظاہر ایک ایسی چیز کی تائید ہے جو ہندو و مسلمانان سب مین مشترک و مساوی الاستعمال ہے مگر غور سے دیکھا جاوے تو اسمین اسلام و اہل اسلام کا زیادہ فایدہ متصور ہے ۔ کیونکہ مسایل اسلام کا بہت سا حصہ اردو زبان مین پایا جاتا ہے جسکا رواج پنجاب مین سرکاری مدارس اور سرکاری عدالت کے سبب سے ہوا ہے ۔ اور اگر سرکاری مدارس اور عدالتون سے اُردو زبان اُٹھ گئی تو چند سالون مین عام لوگون سے وہ حصہ اسلام بھی اُٹھ جاویگا اور عام لوگون مین بجز **نجات المومنین** **دیکی رونی** کے (پنجابی زبان مین چھوٹے چھوٹے رسایل مین جنمین نماز و طہارت کے مسایل ہین) کچھہ جاننے والا نظر نہ آویگا ۔ ایسا ہی اور بلاد کا حال ہے جہان اُردو زبان روزمرہ کی عام زبان نہین ہے ۔ اور مسلمانون مین اکثر لوگون کا ٹکڑا کھانا بھی اسی اُردو کے ذریعہ سے ہے ۔ اور اگر اُردو سرکاری مدارس اور عدالتون سے اُٹھایا گیا تو مسلمانون کو ایک عرصہ دراز تک (جبتک کہ وہ ہندی یا مہاجنی یا لنڈے نہ سیکھین) بھیکھ مانگنی پڑیگی ۔ اب بتاؤ اس اُردو کو قایم رکھنے کی بابت رائے دینا اسلام و اہل اسلام کے لئے مفید ہے یا نہین ۔ رہا یہہ کہ اسمین اُن ہندون کا بھی فایدہ ہے جو اُردو کے ذریعہ سے معیشت چلاتے ہین سو فایدہ اہل اسلام کے منافی نہین ۔ اسلام مین یہہ بخل نہین کہ بات وہی کہے جسمین اپنا فایدہ ہو اور دونکو اسکا نفع نہ پہنچے ۔

نمبر ۵ و ۷ و ۱۶ لغایت ۱۹ و ۳۲ و ۳۳ لغایت ۳۸ مین موجودہ مدارس سرکاری سے سرکار کا اہتمام اُٹھائے جانے اور انکا اہتمام دیسی اشخاص کے سپرد ہونے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور دیسیون کو اختیارات کامل عطا ہونے اور دیسی مدارس کے لئے شروط امداد کو ہلکا کرنیکی بابت رائے دیگئی ہے جو ایک صرف مسجد نشین مولوی صاحب یا حجرہ نشین صوفی صاحب کو کچہری والون کی گپ معلوم ہوتی ہے **مگر** اسمین اسلام و اہل اسلام کی کمال خیر خواہی و دوست گیری پائی جاتی ہے -

اسکا حال ذرا گوش ہوش سے تعصب و خود پسندی کی روئی نکالکر سنین تو معلوم ہو کہ ان باتون کی استفسار و بحث سے سرکار کی کیا غرض ہی ہے اور انکا اثر و نتیجہ کس قوم کی کامیابی و نامرادی ہے - اور انجمن ہمدردی کو ان جوابات سے کیا مدنظر - پس واضح ہو کہ **کمیشن** تعلیم کے قایم ہونیسے **عرض** و علت غائی یہہ ہے کہ سرکار اعلی تعلیم سے سبکدوش ہو جاوے اور اسکا بوجہ اوردن کی گردن پر ڈالے - جیسا کہ ولایت یوروپ مین دستور ہے - **اور مراسلہ** کورٹ آف ڈایرکٹرز کا (جو ۱۸۵۴ء مین ڈسپیچ ہوا تہا) عین یہی منشاء ہے اسی دستور کے جاری کرنے اور اسی منشاء کے پورا کرنے کو یہہ کمیشن تعلیم قایم ہوئی ہے اور وہ ان باتون کے استفسار سے یہہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ آیا دیسی لوگ اس بوجہہ کے اٹھانے کے لایق ہوئی یا آیندہ کسی طرحسے ہو سکتے ہین یا نہین ؟ - **اسکے جواب** مین جو کچہہ کسی کے سمجہہ مین آیا اس نے کہا - بعض **انجمنون** اور خاص اشخاص نے یہہ کہا ہے کہ ابہی ملک اس بوجہہ کے اٹھانے لایق نہین ہوا - سرکار اس بوجہہ سے سبکدوش ہونیکا قصد نہ کرے اور اعلی تعلیم کے اہتمام سے دست بردار نہ ہو جائے - ان لوگون نے یہہ خیال کر لیا ہے کہ ہم اس بوجہہ کے اٹھانے سے انکار کرین گے تو سرکار خواہ مخواہ اسکی متحمل رہیگی - اس سے سبکدوش نہ ہوگی اور مضمون مراسلہ ۱۸۵۴ء و غرض کمیشن تعلیم کو سوچکر یہہ نہ سمجہا کہ یہہ سبکدوشی تو عین مدعا سرکار ہے ہم یہہ بوجہہ نہ اوٹھا وینگے - تو سرکار اس بوجہہ کو غیر دیسی اشخاص (پادری لوگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بخوشی سے اسکے متحمل ہونیکو مستعد وتیار ہین) کے سر پر رکھدی گئی۔

انجمن ہمدردی نے اس غرض و منشاء کمیشن ومراسلہ کو پاکر یہہ جواب دیا ہے کہ اگرچہ بالفعل اور دم نقد ملک کی ایسی حالت نہین ہے مگر دیسی اشخاص مین اس بوجہہ اٹھانیکی صلاحیت ولیاقت موجود ہے۔ اگر سرکار انکو روپیہ سے کافی مدد دے اور اختیارات کامل یورپین اشخاص کیطرح عطا کرے تو وہ اس بوجہہ کے متحمل ہونیکو طیار ہین۔

اس غرض و منشاء کو ادہر یار لوگ (حضرات پادری) ہی تاڑ گئے اور اعلی تعلیم کا بوجہہ اٹھانیکو آمادہ موجود ہوئے۔ انکی تعلیم مین ایک مذہبی تعلیم کا جزو لازمی ہونا انکی مراد کا سدراہ تہا یاروں نے اسکو یون اٹھایا کہ مذہبی تعلیم کو غیر لازمی (اختیاری) کردیا۔

پس اگر سرکار نے مضمون مراسلہ مشتہرہ کو پورا عمل مین لانا اور اعلی تعلیم سے سبکدوش ہوجانا چاہا اور ادہر دیسی لوگون مین سے کسی نے اس تعلیم کا بوجہہ اٹھانا تو سب کچہہ بنا بنایا کیا کرایا پادریون کے ہاتہہ آئیگا۔ جسمین بیچارہ اُن مسلمانون کا جو اعلی تعلیم کے طالب ہین گلا بغیر چھری کٹ جائیگا کیونکہ اگر اونہون نے اعلی تعلیم کے طمع سے مشنری سکولون مین قدم ڈالا تو انکو خواہ مخواہ عیسائی یا حاف عیسائی ہونا پڑیگا۔ اسلئے کہ گو وہان بظاہر مذہبی تعلیم لازمی نہ ہوگی مگر باطنی کششین (انعام ومزید کوشش واہتمام تعلیم) ایسے لگی رہینگی جس سے وہ اختیاری ہی لازمی سے بڑہکر اثر پیدا کریگی۔

اور اگر اونکو مذہبی خیال سے مشنری سکولون سے نفرت رہی تو اور جگہہ انکو اعلی تعلیم میسر نہ ہوگی جس سے انکی حالت افلاس وابتری روز بروز بڑہتی جائیگی۔

اور اگر انجمن ہمدردی کی رائے نے گورنمنٹ اور دیسی اشخاص پر اثر کیا اور درصورت دست برداری سرکار کی اعلی تعلیم سے اس تعلیم کا بوجہہ دیسی اشخاص نے اپنے ذمہ لیلیا اور گورنمنٹ نے انکو اس اہتمام وانصرام کے لئے کافی روپیہ دیکر پورا خود مختار بنادیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو اسکا نفع اہل اسلام بلکہ تمام ملک کو پہنچیگا اس سے سمجھہ لینا چاہیے کہ یہہ رائے انجمن ہمدردی کی کچہری والون کی گپ ہے یا سراسر مسلمانون اور ملک کی خیر خواہی۔

شاید کوئی سوال کرے کہ اعلی تعلیم کی مسلمانون کو ضرورت ہی کیا ہے اسکے حامل کرنیکو نہ وہ مشنری سکولون مین جانیکی حاجت رکھتے ہین نہ اور کہین اسکی تلاش کے محتاج ہین اگر اعلی تعلیم کو مشنریون نے سنبہال لیا تو کیا ہوا اور اگر کہین بہی اسکا نام ونشان نہ رہا تو کیا ہوا۔ **اسکا جواب** یہہ ہے کہ جو مسلمان اعلی تعلیم مدارس سرکاری کے محتاج وطالب نہین انکی نسبت تو ہمنے بہی اس تعلیم کو ضروری نہین ٹہرایا اور نہ اس تعلیم کی نقل تحویل مین انکا ضرر بتایا ہے۔ ہمنے تو ان ہی لوگون کے حق مین اسکا ضرر بتایا ہے کہ جو اس تعلیم کے طالب ہین اور ان ہی کے ضرر کا لحاظ وعلاج کیا ہے۔

آب یہہ دیکہنا ضروری ہے کہ تعلیم کے شایق مسلمانون مین اس تعلیم کے طالب زیادہ ہین یا غیر طالب زیادہ۔ جہانتک ہمکو غور ونظر ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلیم کے طالب زیادہ ہین۔ لہذا ان لوگون کے نقصان کا لحاظ ضروری ہے۔

شاید کوئی **اسپر** بہی یہہ **اعتراض** کرے کہ جو اس تعلیم کے طالب ہین وہ خطا پر ہین پس انکی خطا مین اعانت وموافقت کیا ضرور ہے۔ اسکا جواب ذیل مین بحث تعلیم انگریزی کے ضمن مین معروض ہے۔

اور **بعض جوابات** ایسے ہین جنمین ملک کے لئے عموماً اور مسلمانون کے لئے خصوصاً دنیوی عزت ورفاہیت کے وسایل واسباب بہم پہنچانیکی تائید کیگئی ہے (دیکہو جواب نمبر ۳۴ و ۴۷ جنمین عموماً انگریزی زبان کی تعلیم کو وسعت دینے کی درخواست کی گئی ہے۔ اور نمبر ۶۷ وغیرہ جنمین خصوصاً مسلمانون کے لئے انگریزی کا خاص انتظام کرنے کی درخواست ہے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِن جوابات کا مفید اہل اسلام ہونا بھی ظاہر ہے۔ محتاج بیان نہین ہے مگر رفع اشتباہ ناواقفون یا متعصبون کے لیئے اسمین کسیقدر بحث ضروری معلوم ہوتی ہے

بعض لوگون (متعصب مولویون یا جاہل صوفیون) کا یہہ **خیال و مقال** ہے کہ انگریزی پڑہنی گناہ ہے۔ پہر اس انگریزی کے ذریعہ سے نوکریان کرنا اور دُنیا مین عزت و ترقی پیدا کرنا اور بہی سخت گناہ ہے۔ مسلمانون کو چاہیے کہ صرف دینی علوم پڑہین۔ اور علم پڑہکر خدا کی یاد و عبادت مین لگے رہین نہ کسب کرین نہ تجارت کرین نہ نوکریون کی بلا مین پڑین۔ پس جو شخص یا جو کوئی جماعت مسلمانون کے لئے انگریزی پڑہنے اور دنیاوی ترقی مین کوشش کرنیکے لئے یہہ سامان مہیا کرتے ہین وہ انکے بدخواہ ہین جو انکو بلاؤن مین پہنساتے ہین خیر خواہ ہرگز ہرگز نہین ہین۔

اِس خیال و مقال کے دو جواب ہین **اول** یہہ کہ (جو بادی الرائی مین ہے) کہ اِس انجمن نے اُن لوگون کے لئے انگریزی پڑہنی اور اس انگریزی ذریعہ سے دنیاوی عزت و رفاہیت حاصل کرنیکی تجویز و تائید نہین کی جو دینی علوم پڑہتے پڑہاتے ہین اور رات دن **قال اللّٰہ قال الرسول** اور خدا کے ذکر و یاد مین مصروف ہین نہ انکو تجارت سے کام ہے نہ نوکری سے تعلق ہے وہ خدا کے کام مین لگے ہوئے ہین خُدا انکے کام اورون سے کرا دیتا ہے اور رزق انکو پہنچوا دیتا ہے۔ **بلکہ** یہہ تجویز و تائید اُن لوگون کے لئے ہے جنکی ہمت رات دن دنیا و اسباب دنیا کیطرف لگی رہتی ہے۔ اُن لوگون کو انجمن ہمدردی نے یہہ تجویز بتائی (اور اسی تجویز کی تائید کی ہے) کہ وہ لوگ دُنیا ہی کے طالب ہین تو اس دنیا کو ذلیل طور پر اور ذلیل ہوکر حاصل نہ کرے بلکہ ایسے طور سے حاصل کرین جسمین وہ خود بھی آسایش و عزت سی عمر بسر کرین اور اپنی اور ابناے جنس (خصوصًا ان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مولوی صاحبان و صوفی صاحبان اہل توکل) سے بہی سلوک کرسکین۔

دو روپیہ ماہوار کی سائیسی یا پانچ روپیہ کی چپراس کی نوکری یا دس روپیہ کی منشی گری پر اکتفا نہ کر بیٹھین بلکہ انگریزی علوم (جسکی اسوقت دنیا مین قدر و منزلت ہے) حاصل کرکے سو دو سو روپیہ کی ملازمت شروع جسمین ظلم و معصیت کی صریح مخالفت نہو حاصل کرین جس سے وہ عمدہ عمدہ کام کرسکتے ہین۔

دوسرا جواب (جو نظر غایہ سے پیدا ہوا ہے) یہہ ہے کہ اگر سوائے ان طالبان دنیا کے اور لوگون کوبہی انگریزی پڑہنی اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و رفعت حاصل کرنیکی رغبت دلائی جاوے تو اسمین بہی گناہ خواہ مخواہ دامنگیر نہین ہوتا، بلکہ اسمین ثواب اخروی و رضاء الٰہی کا حصول بہی ممکن و متوقع ہے۔

مسلمان کے لئے انگریزی زبان کے پڑہنے یا سیکہنے یا بولنے کی ممانعت شرع مین کہین وارد نہین ہے اور نہ اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔

اگر مانعین کے خیال مین ممانعت کی وجہ یہہ ہے کہ یہہ کافرون کی زبان ہے تو یہہ وجہ محض فضول ہے کیونکہ اس سے یہہ لازم آتا ہے کہ ہندی اور فارسی بلکہ عربی پڑہنی اور سیکہنی بہی منع ہو جاوے اسلئے کہ ہندی دراصل ہندؤن کی زبان ہے۔ فارسی پارسی آتش پرستون کی۔ مسلمانون کے استعمال مین یہ دونو زبانین پیچہے کرآئی ہین۔

عربی زبان بہی اگرچہ آنحضرتؐ کی زمانہ نبوت و بعثت کے بعد مسلمانون کے استعمال مین آئی ہے مگر پہلے تو وہ بہی کافرون (ابو جہل و ابولہب) کی زبان تہی۔ ان لوگون کا یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنی مقدس کلام (قرآن مجید) کو اس عربی زبان مین جسکو کافر بولتے تہے نازل نہ فرماتا۔

قرآن پر کیا حصر ہے سبہی کتابین آسمانی ہر ایک نبی پر اس زبان مین نازل ہوی مینا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو اس نبی کی قوم کی (کافر ہی کیون نہو) زبان تہی چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا ہے،

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم - ابراہیم ع ۱-

ہمنے کوئی رسول نہین بہیجا مگر اسکی قوم کی زبان کے ساتہہ تاکہ وہ ان کے پاس ہماری وحی و احکام بیان کرے - خدایتعالی کا یہہ فرمانا اور قرآن وغیرہ کتب کا ہر قوم کی زبان مین اتارنا اس بات پر کامل اور روشن دلیل ہے کہ کسی زبان کو (کافرون کی کیون نہو) استعمال مین لانا گناہ نہین ہے - آنحضرت ؐ کے حکم و عمل کو دیکہا جاوے تو اس سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ غیر مذہب والون کی زبان سیکہنی منع نہین ہے -

صحیح بخاری مین بطور تعلیق - اور تاریخ بخاری مین باسند زید بن ثابت

عن زيد بن ثابت ان النبی صلعم امره ان يتعلم كتاب اليهود حتی كتبت للنبی صلعم كتبه واقرأته كتبهم - (بخاری صفحہ ۱۰۶۸)

سے روایت ہی کہ آنحضرت نے انکو حکم دیا کہ یہودیکی خط و کتابت سیکہہ لین وہ کہتے ہین مینے سیکہہ لی یہانتک کہ مین آنحضرت کو یہودیون کے لئے خط لکہہ دیتا اور انکے خط پڑہ سناتا -

اور اگر سبہی لغات اور زبانون کا واضع (بنانے والا) خدایتعالی کو تسلیم کیا جاوے چنانچہ شیخ ابو الحسن اشعری کا قول ہے - جو کتب اصول و تفاسیر مین منقول ہے

وعلم آدم الاسماء كلها (بقره ع ۴-)

ومن آياته خلق السموت والارض واختلاف السنتكم والوانكم (روم ع ۳)

(القول الثانی) وهو المشهور ان المراد اسماء كل ما خلق الله من اجناس المحدثات من جميع اللغات المختلفة التی

اور ان آیات قرآن کا کہ خدایتعالی نے آدم کو ساری چیزون کے نام سکہائے " اور تمہاری زبانون اور رنگون کا اختلاف خدایتعالی کی نشانیون سے ہے " بہی ایسطرف اشارہ ہے چنانچہ امام الرازی نے تفسیر کبیر مین بہی پہلی آیۃ کی تفسیر مین کہا ہے کہ خدا تعالی نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يتكلم بها ولد آدم اليوم من العربية
والفارسية والرومية وغيرها وكان ولد
آدم عليه السلام يتكلمون بهذه اللغات
فلما مات آدم وتفرق ولده في نواحي
العالم تكلم كل واحد منهم بلغة
معينة من تلك اللغات فغلب
عليه ذلك اللسان فلما طالت
المدت ومات منهم قرن
بعد قرن نسوا سائر اللغات
فهذا هو السبب في تغير الالسنة
في ولد آدم عليه السلام (تفسير كبير)
وثالثها قوله تعالى ومن آياته خلق
السموات والارض واختلاف
السنتكم والوانكم ولا يجوز ان
يكون المراد منه اختلاف تاليفات
الالسنة ومن كيفها الى ذلك في
غير الالسن اجمع واكمل فلا يفيد تخصيص
الالسن بالذكر فبقي ان يكون المراد
اختلاف اللغات (محصول الرازي)

نے آدم علیہ السلام کو عربی فارسی رومی وغیرہ
لغات سکہا دئے جو اسوقت آدم کی اولاد
ان سب لغات کو استعمال کرتے ہیں جب
آدم علیہ السلام فوت ہوئے تو اولاد آدم
اطراف عالم میں متفرق ہو گئے۔ پس وہ
ان نواح میں ایک ایک زبان بولنے لگے
جب ان پر ایک زبان غالب ہو گئی اور اسمیں
ایک مدت گذر گئی اور اسمیں کئی پشتیں فوت
ہو گئیں تو انکو اور سب زبانیں بہول گئیں
اور اپنی کتاب محصول میں دوسری
آیت کو مذہب شیخ ابو الحسن کے تائید میں
نقل کر کے کہا ہے کہ اس سے زبانوں کی
اختلاف ترکیب مراد نہیں ہے۔ یہ ترکیب
زبانوں کے سوائے اور چیزوں میں بڑہکر
پائی جاتی ہے۔ پہر زبان کی تخصیص سے
کیا فایدہ۔ پس یہی بات رہی کہ اس سے
بولیوں کے اختلاف مراد ہیں۔ تو اس
صورت میں آسانی سے جہگڑا اٹہ جاتا ہے
کیونکہ اس تقدیر پر یہ بہی زبانیں خدا کی زبانیں
ہوئیں۔ پہر اسکے نبی اور صفی آدم علیہ السلام کیں۔ کسی کافر کے کفر کا
اسمیں دخل نہ ہوا ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس بیان سے (یقین ہے) ناظرین کو ثابت ہوگا کہ انگریزی زبان سیکھنے کی شرع میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ انگریزی اس حکم جواز تعلم میں بعینہ ایسی ہے جیسکہ ہندی وفارسی وعربی۔ **رہا یہہ امر** کہ ان زبانوں میں ترجیح وفضیلت کس زبان کو ہے سو حسب اختلاف اغراض مختلف حکم رکھتا ہے۔ **آخروی** اغراض کی نظر سے مسلمانوں کے لئے عربی زبان افضل ہے کیونکہ انکے دینیات انکی عبادات عربی زبان میں ہیں۔ انکی کتاب مقدس انکے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہی زبان ہے۔ اس سے مسلمانوں کے دینیات وعبادات کے لئے تو عربی کی ضرورت ثابت ہی ہے۔ اور اگر وہ باہمی بول چال روزمرہ میں بھی عربی زبان ہی کو استعمال کریں تو یہ بھی اخروی ثواب سے خالی نہیں۔ کیونکہ اسمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی ومشابہت پائی جاتی ہے۔ اور دنیوی اغراض کی نظر سے ہر ایک کو عام کارروائیوں کے لئے اسکی مادری زبان افضل ہے اور خاصکر اعلی درجہ کی نوکریاں اور دنیاوی عزت حاصل کرنیکے لئے آجکل انگریزی زبان ہی افضل ہے جو بادشاہ وقت کی زبان ہے۔ **ہاں** بعض انگریزی کتابوں کے مضامین ایسے فلسفیانہ وملحدانہ ہوتے ہیں جنسے لوگوں کے عقائد مسلمہ خراب ہو جاتے ہیں **یہی وجہ** ہے کہ اکثر لوگ جو انگریزی پڑہتے ہیں پابندی مذہب چھوڑ دیتے ہیں **مگر اسکا** علاج یہ نہیں کہ انگریزی پڑہنے سے لوگوں کو منع کیا جاوے یہہ علاج **تب** کارگر ہو سکتا ہے جبکہ انگریزی کے متعلق لوگوں کے غرض دنیاوی نہ ہوا وہ منع کرنیسے انکا انگریزی پڑہنا متوقع ہو۔ **بلکہ** اسکا علاج یہہ ہے کہ اس انگریزی کے ساتھ مذہبی تعلیم کو بھی شامل کر دیں اور ان لوگوں کے لئے جو انگریزی پڑہنا چاہیں مذہبی تعلیم

© rasailojaraid.com

کے اسباب و وسایل بہم پہنچاوین - جنکے ذریعہ سے انکے عقاید خراب ہونے سے بچ سکین - چنانچہ انجمن ہمدردی نے اپنے جوابات اور ضمیمہ رپورٹ مین اسی پر زور دیا ہے - اور گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ سرکاری مدارس مین بھی اول گھنٹہ مذہبی تعلیم ہوا کرے اور ان مدارس کو جو مذہبی تعلیم کے لئے مخصوص ہین روپیہ سے مدد دیجاوے - اس علاج کے عمل مین لانیسے لوگون کو اپنا مطلب دنیاوی بھی ہاتھہ آجائیگا اور انکا ایمان بھی ہاتھہ سے نہ جاویگا - **اسکی مثال** (یا نظیر) یہہ ہے جو پچھلے زمانہ کے علماء اسلام نے علم منطق و فلسفہ کے (جسمین عقاید اسلام کے صریح مخالف عقاید مین جیسے عالم کا قدیم ہونا - آسمان کا خرق والتیام محال ہونا - آسمان کا متحرک رہنا - جسم کا ہیولی اور صورت سے مرکب ہونا وغیرہ وغیرہ) ضرر کا علاج کیا ہے - جب ان علوم کو عقاید اسلام نے مخالف پایا اور ان کو چھوڑ دینا مناسب وقت نہ دیکھا یا لوگون سے انکا چھوٹنا ناممکن سمجھا تو اسکے ساتھہ ساتھہ کتب عقاید و کلام کا پڑھنا شروع کر دیا اور اسمین ان عقاید کے برخلاف عقاید اسلام کو مدلل اور مؤید کر دیا **اگرچہ** پہلے علماء نے اسکا علاج یہہ کیا ہے کہ منطق و فلسفہ پڑھنے سے منع کیا بلکہ اسکے ساتھہ ہی علم کلام و عقاید سے بھی روکا (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ و ۲ جلد اول مین اسکی تفصیل ہو چکی ہے - **مگر** اکثر بلاد و اقالیم مین اسپر عمل درآمد نہین ہوا - ابتداء سے اسوقت تک ہندوستان بھر کا یہی حال رہا ہے کہ بڑے بڑے مدارس اور نامی شہرون (دیوبند - دہلی - سہارنپور - لکھنو وغیرہ) مین کتب فلسفہ یونانی (میبذی صدرا وغیرہ) بھی پڑہائی جاتی ہین اور انکے ساتھہ شرح عقاید و خیالی کا بھی درس ہوتا ہے —

یہہ کوئی نہین کرتا کہ منطق کو بالکل موقوف کر دے - یہی علاج ضرر انگریزی کا کرنا چاہیئے جو لوگ انگریزی پڑہنا چاہین انکو مذہبی تعلیم مین پختہ کیا جاے یا دینی

© rasailojaraid.com

مذہب سے واقف ہوکر ضررعقاید باطلہ کتب انگریزی سے بچ جاوینگے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت اور معزز نوکریان بہی حاصل کرینگے

اسمیں اُن لوگون کا یہہ خیال کہ نوکریان و دُنیاوی عزت حاصل کرنا گناہ ہو اور ہر ایک کو بجز ذکر و عبادت اور کوی کام کرنا جایز نہین ہے سراسر جہالت کا نتیجہ ہے جسپر کوئی شہادت و دلالت کتاب و سنت و اثار سلف امتہ مین پائی نہین جاتے۔

ایسے ہی جاہلانہ خیالات والے لوگون کے ہاتہہ سے دین اسلام اس درجہ ضعف و غربت کو پہنچا ہے۔ انہی حضرات کے اغواء سے اہل اسلام کی ایسی حالت ذلت و افلاس ہو رہی ہے جسکی بیان کی ضرورت نہین۔ **الحق** یہہ لوگ باوجود دعوی دوستی و خیرخواہی اسلام اسلام کے سخت دشمن ہین اور کیون نہ ہون **مثل مشہور** ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے بدتر و زیادہ تر ضرررسان ہوتا ہے۔

انہی لوگون کے یمن و برکت سے مسلمان ایسی حالت کو پہنچ گئے ہین کہ اپنا کوئی قومی کام اشاعت دین اسلام بے دغدغہ نہین کرسکتے۔ قومی کیا شخصی کامون مین بہی عاجز اور درماندہ ہین **ایک ہندو** یا عیسائی صداقت و حقانیت دین اسلام دیکھکر مسلمان ہوجاتا ہے تو اس خاص شخص کے لئے کوئی کفالت معاش چندروزہ (جنمین وہ مسایل دین اسلام سے بخوبی واقف ہوجاوے) نہین کرسکتا۔ **ایک رسالہ** یا کتاب اسلام کی تائید مین کوئی چہپوانا چاہے تو دربدر بہیک مانگتا پہرتا ہے کوئی کوڑی ہاتہہ پر نہین رکہتا۔ میرے اس بیان مین غالباً کسیکو شک نہوگا اگر کوی ایسا شخص (جسکی انکہہ پر تعصب و جہالت کی پٹی بندہی ہوئی ہے) اس سے انکار کریگا تو مین اُن تو سلم اشخاص کی (جو ابہی مین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میرے سامنے مسلمان ہوئے اور ابتک وہ گدگرے کی محتاجی سے حیران وپریشان پہرتے
ہین) اور اُن کتب ورسایل کی تا جو مُؤیّد دین اسلام مین تالیف ہوئے ہین
پیدا و بیہ کے نہ ہونے سے سال ہا سال سے تنگ رہے ہین فہرست دون گا۔
یہہ لوگ پہلی صدیون مین ہوتے تو دین اسلام مدت کا ختم ہوا ہوتا اسکا اثر
ونشان ملک ہند تک کبھی نہ پہنچتا۔

ان ظالمون اور اسلام کے دشمنون کو ان باتون سے تو کچھہ اثر ہوگا۔ بلکہ ادہر بیہ
طیش وجوش آئیگا۔ انکو اپنے خیال کی غلطی تب معلوم ہو جبکہ انکے فتوحات وانذمان
بند ہو جائین۔ جو لوگ کسب تجارت ونوکریان کرکے انکے پیٹ بہرتے اور انکے آگو
کہانا روپیہ لادہرتے ہین وہ کسب وتجارت چہوڑکر انکی طرح ننگ ہو جاوین اور
انکے پاس مسجدون اور خانقاہون مین آکر ڈیرے لگا بیٹہین۔ اور پہر آسمان سے
قوم بنی اسرائیل کا سا من وسلوے یا غیب الغیب سے حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام
کیطرح میوجات ورزق نازل نہ ہو تو ان حضرت کو اپنی غلطی خیال کا پتہ لگے
پہر تو یہ بہی کہین کہ کسب وتجارت ونوکری ملازمت (انگریزی کے ذریعہ سے
کیون نہ ہو) حلال ہے اور یہہ عبادت اطاعت کا عین ذریعہ ووسیلہ ہے۔ خیر ان
حضرات سے ہمکو کیا کام وہ مانین خواہ نہ مانین ہم اپنے اور مسلمانون بہائیون کو
حق بتاتے ہین اور وہ آیات واحادیث وآثار سناتے ہین جنسے دنیاوی کسب
وطلب مال کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ اور فقیر ومحتاج ہونیکی مذمت نکلتی ہے۔
خدا تعالی نے حضرت **داؤد وسلیمان** کو بادشاہ کیا اور اسکو اپنے
فضل فرمایا اور اسپر احسان ظاہر کیا چنانچہ سورہ **نسا** مین ہے کیا یہودیون

ام لہم نصیب من الملک فاذا
لا یؤتون الناس نقیرا - الخ

کے لئے بادشاہت مین کچھہ حصہ ہے؟ ہو تو
لوگون کو کھٹلی کہجور کی سوراخ کے برابر کچھہ نہ دین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الناس علی ما اتٰهم الله من فضله فقد اتینا آل ابراهیم الکتاب والحکمة واتینهم ملکا عظیما

کیا وہ لوگون سے اِس پر حسد کرتے ہین کہ خدا نے انپر فضل کیا - ہمنے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت دی اور انکو بڑی بادشاہت دی ہے -

یہان آل ابراہیم سے حضرت سلیمان اور حضرت داؤد مراد ہین چنانچہ عامہ مفسرین نے

وشددنا ملکه واتیناه الحکمة وفصل الخطاب

تصریح کی ہے اور سورہ **ص** مین حضرت داؤد کے حق مین صریح ہی آگیا ہے کہ ہمنے اسکی بادشاہت کو قوت دی - اور حضرت سلیمان سے نقل کیا ہے

رب اغفرلی وهب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی

اے خداوند مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے سوا اور کسیکی نہو -

ولقد اتینا داؤد منا فضلا (سبا ع ۲)

اور فرمایا ہمنے داؤد کو اپنی طرف سے فضل (مال اور بادشاہت) دی -

حضرت سلیمان و داؤد کے پاس جسقدر دولت و حشمت و مال اسباب دنیاوی موجود تھا اسکی تفصیل قرآن مین اور اسکی تفسیرون مین ہے اس مقام مین اسکی گنجایش بیان نہین ہے، اور **خدا تعالی** نے عموماً مومنون کو ارشاد فرمایا ہے کہ اگر حج کے دنون اور حج کے

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم (بقرہ ع ۲۵)

موافق مین تجارت کرنا چاہو تو تمپر کوئی گناہ نہین ہے **صحیح بخاری** اور عامہ تفسیرون مین

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت مین عکاظ و مجنہ و ذو المجاز تجارت کے بازار تھے جب اسلام کا وقت آیا تو مسلمانون نے انمین تجارت کرنی کو گناہ سمجھا جسپر خدا تعالی نے یہہ ارشاد کیا کہ موسم مین بھی ان بازارون مین تجارت کرنیکا کچھہ گناہ نہین -

سورہ **جمعہ** مین ارشاد ہے کہ جب نماز پوری ہو جاوے تو زمین مین پھرو اور

فاذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله (جمعہ ع ۲)

خدا کا فضل تلاش کرو - اس آیت مین باتفاق عامہ تفاسیر فضل سے تجارت مراد ہے -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کسب حلال طلب کرنا بھی بعد فرائض ایک فرض ہے

عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کسب حلال کی فرضیت فرائض (معمولی) نماز روزہ حج وغیرہ دوسرے درجہ پر ہے - اور کہا کہ یہ اُس شخص کے لئے ہے کہ اپنے خرچ مین اپنے کسب کا محتاج ہو اسکا خرچ دوسرے کے ذمہ نہو (جیسے بیوی کا خرچ میان پر ہے اور چھوٹے اولاد کا ماں باپ پر)

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کبھی کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے ستھرا کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی داؤد اپنے ہاتھوں کی کمائی کھایا کرتے اور آنحضرت نے فرمایا ہے

قال رسول اللہ ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ - وان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدیہ - (رواہ البخاری)

قال النبی صلعم ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم - (رواہ الترمذی)

کہ جو کچھ تم کہاتے ہو اسمین ستھرا اور پاکیزہ وہ کہانا ہے جو اپنی کمائی سے کہاتے ہو - اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی سے ہے (یعنی انکا مال بھی تمہارے لئے پاکیزہ اور ستھرا ہے) - اور آنحضرت نے فرمایا ہے

قال رسول اللہ صلعم ان اللہ یحب العبد التقی الغنی الخفی او الخفی

خدا اس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو پرہیزگار اور مالدار اور لوگون پر شفیق (یا گوشہ نشین) ہو - ایک دفعہ آنحضرت کے

خامن القوم فی ذکر الغنی فقال رسول اللہ صلعم لا باس بالغنی لمن اتقی اللہ عز وجل (رواہ احمد)

اصحاب مالدار ہونیکے باب مین بحث کر رہے تہے تو آنحضرت نے فرمایا جو خدا سے ڈرے اسکے لئے مالدار ہونے کا کوئی ڈر نہین ہے -

اسی نظر سے آنحضرت صلعم خدا تعالی کی جناب مین غنا اور مال کے لئے دعا مانگی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور فقیری و ذلت سے پناہ طلب کرتے

اللھم انی اسالك من صالح
ماتؤتی الناس من المال والاھل
والولد غیر ضال ولا مضل

ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے ای خداوند مین تجھ سے سوال کرتا ہون کہ تو مجھے مال اور اولاد دے جو گمراہ نہ ہو اور نہ گمراہ کرے۔

اللھم انی اعوذ بوجھك الکریم
وباسمك العظیم من الکفر والفقر
اللھم انی اعوذ بك من الکفر
والفقر قال رجل ویعدلان
قال نعم۔

اور ایک دعا مین یہہ فرمایا ہے خدایا مین تیرے بزرگ مونہہ اور تیرے بزرگ نام کے ساتھہ کفر اور فقیری سے پناہ لیتا ہون۔ ایک دعا مین آپنے کہا ہے اے خداوند مین کفر اور فقیری سے تیری پناہ چاہتا ہون۔ اِسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا کفر اور فقیری برابر ہین (کہ آپنے دونون سے یکسان پناہ مانگی ہے) آپنے جواب دیا ہان برابر ہین۔

اقض عنا الدین واغننا
عن الفقر۔

ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے ای خداوند ہمارا قرض ادا کر اور ہمکو فقیری سے غنی کر۔

اللھم انی ضعیف فقونی وانی
ذلیل فاعزنی وانی فقیر
فارزقنی۔

ایک دعا مین آپنے یہہ کہا ہے اے خداوند مین ضعیف ہون مجھے قوت دے۔ مین ذلیل ہون مجھے تو عزت دے مین فقیر ہون مجھے روزی دے۔

اللھم اعنی علی دینی
بالدنیا وعلی اخرتی بالتقوی

ایک دعا مین آپنے فرمایا ہے اے خداوند مجھے دین پر دنیا کے ساتھہ مدد دے اور آخرت پر تقوی کے ساتھہ مدد دے۔

اللھم انی اعوذ بك من بطر
الغنی ومذلة الفقر۔

ایک دعا مین ہے خدایا مین دولتمندی کے تکبر اور فقیری کی ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہون

یہہ دعائین اکثر کتب صحاح و سنن مین مروی ہین جو لوگ ان کتابون کو نہ دیکھہ سکین وہ ایک چھوٹے سے رسالہ حزب اعظم مین ان دعاؤن کو ملاحظہ کرین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت کے اکثر اصحاب اور انکے صحبتین تابعین اور انکے پچھلے
ایمہ دین کسب وتجارت کرنے اور مالدار تہے- اور اسی مال کے ذریعہ سے اُنہون
نے دینی اور قومی کام کئے-

حضرت عثمانؓ نے اپنی جیب خاص سے جیش العُسرۃ (جسمین آنحضرت نے
اپنے مخالفون اور دین اسلام سے بیجا مزاحمت کرنیوالون پر آخری چڑہائی کی تہی)
تین سو اونٹ معہ اُنکے پالان وغیرہ سامان کے تیار کر دئے-

مدینہ شریف مین صرف ایک ہی میٹہا کنوان تہا جسپر ایک یہودی قابض
تہا اور وہ عام لوگون کو پانی نہ لینے دیتا- آپنے اسکو پنتیس ہزار درہم (تقریباً
ساڑہے آٹہہ ہزار روپیہ) سے خرید کر وقف کر دیا-
اسی قسم کے اور صدہا کام صحابہ نے کئے جو سب مالداری کے نتائج تہے-

انمین ایسے لوگ کم تہے جو مالدار ہونے کو پسند نہ کرتے† اور ایسے تو بہت ہی
کم تہے جو کسب وحرفت کو چہوڑ کر آنحضرت کے پاس بیٹہے رہتے‡-
اصحاب صفہ زہد وتقلل مین بڑے فایق وضرب المثل تہے پر وہ بہی رات کو عبادت
کرتے دن کو جنگل سے ایندھن اٹہا کر لایا کرتے-

الحاصل جہانتک ہمکو کتاب وسنت مین نظر ہے اِس سے ہمنے یہی دیکہا ہے
کہ کسب کرنا اور مالدار ہونا مطلقاً گناہ نہین ہے- خاصکر اِس زمانہ مین کہ قناعت
وعفت کم ہوگئی ہے بے صبری بڑہ گئی ہے عوام کا تو کیا ذکر ہے خواص (علماء) نے
قرآن اور دین کو دنیا کی تابع کیا ہوا ہے- جدہر دنیا کا رُخ دیکہتے ہین ادہر قرآن کو
پہیر دیتے ہین- جس بات کو لوگ (روٹی پیسہ دینے والے) پسند کرتے اُسیکا ثبوت
قرآن سے نکال لیتے ہین- کئی ایسے ہین کہ کلیتہً دین اسلام سے خارج ہو کر دین
عیسائی یا نیچری پن یا دہریہ پن اختیار کر چکے ہین- اگر انکے پاس دین وقرآن سکہے

† جیسے ابوذر غفاری رضہ- ‡ جیسے ابوہریرہ رضہ یا ایک اہل حرفہ کا بہائی جسکی شکایت اُس نے آنحضرت کے پاس کی تہی-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سوائے کوئی اور ہنر و کسب ذریعہ معاش ہونا اور بلا تردد انکو کہانے کو ملنا تو وہ ان بلاؤں مین کیون مبتلا اور ہلاک ہوتے ۔

سفیان ثوری جو ائمہ دین اور زمانہ تابعین مین تہے اپنے زمانہ مین فرماتے ہین کہ پچہلے زمانہ مین مال کو بُرا سمجہا جاتا تہا (یعنی اُن ہی لوگون مین جو معدودے چند زاہد تہے) آج تو وہ مومن کے لئے (ایمان) ڈہال ہے۔ اگر ہمارے پاس یہہ چند دینار نہوتے تو بادشاہ لوگ ہمکو اپنے ہاتہہ کا رومال بنالیتے (یعنی اپنی خواہشون اور حکمون کے تابع کرلیتے) جسکے پاس مال ہو وہ اسکو سنبہال کر رکہے یہہ وہ زمانہ ہے کہ اگر اسکو مال کی حاجت پڑے تو وہ سب سے پہلے اسکے عوض دین کو خرچ کر ڈالے حلال مال مین اسراف کا احتمال نہین۔

> عن سفیان الثوری قال کان المال فیما مضیٰ یکرہ فاما الیوم فهو ترس المومن وقال لولا هذه الدنانیر لتمندل بنا هؤلاء الملوک وقال من کان فی یدہ من هذه شئ فلیصلحه فانه زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینه ۔ وقال الحلال لا یحتمل السرف (مشکوٰۃ باب ...)

ان ہی حضرت کا یہہ قول ہے کہ دُنیا مین زاہد (بے رغبت ہونا) یہہ نہین کہ موٹے کپڑے اگاڑہ کمبل مثلا) پہن لے اور خشک بے مزہ روٹی کہائے زاہد ہونا تو یہہ ہے کہ دُنیا پر امید (یا آرزو) کو کوتاہ کرے ۔

> عن سفیان قال لیس الزهد فی الدنیا بلبس الغلیظ والخشن واکل الجشب انما الزهد فی الدنیا قصر الامل (شرح السنہ)

ایسا ہی امام مالک سے منقول ہے کہ آپ سے کسی نے پوچہا دُنیا مین زاہد ہونا کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا حلال کمانا اور دنیاوی امیدون کو کوتاہ کرنا۔

> عن زید بن الحسین قال سمعت مالکا وسئل ای شئ الزهد فی الدنیا قال طیب الکسب وقصر الامل۔

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ زہد یہہ نہین کہ حلال

> عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قال الزهادة ليست بتحريم الحلال واضاعة المال ولكن الزهادة فى الدنيا ان لا تكون بما فى يديك اوثق بما فى يدى الله (ترمذى)	(کسب ولذات) کو حرام کردے اور مال کو ضایع کرے زہد تو یہ کہ تو اپنے ہاتھ کی چیز پر خدا کے ہاتھ کی چیز سے زیادہ بھروسہ نہ کرے ۔

ہان اسمین شک نہین ہے کہ جیسے مال اور کسب کی قران اور حدیث مین ترغیب وفضیلت آئی ہے ویسی بلکہ اس سے دہ چند اسکی ترہیب ومذمت بہی وارد ہے مگر وہ اسی صورت اور اسی حالت مین ہے کہ انسان مال اور کسب مین منہمک ہوکر اپنی اصلی اور اول درجہ کی فرض عبادت و ذکر سے (جسکی طرف آیۃ مندرجہ حاشیہ مشعر ہے)

† ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ہمنے جنون اور آدمیون کو عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے	غافل ہوجاوے اور لذات دنیاوی اور حظوظ نفسانی مین محو ہوجاوے ۔

اور جو لوگ اس مال اور کسب مین خدا کی رضامندی اور تقرب حاصل کرین اور وہ اپنے کسی کام (بیع وتجارت وغیرہ) مین خدا کی یاد سے غافل نہ ہون جنکے وجود سے دوسرے آیۃ

وقال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله واقام الصلوة ۔ ایسے لوگ ہین جنکو بیع وتجارت خدا کے ذکر سے نہین روکتی ۔	(منقولہ حاشیہ مخبر ہے) وہ اس ترہیب ومذمت سے بری ہین چنانچہ آیات واحادیث

سابقہ کا مفاد ہے اور اسی پر عامہ اہل علم کا اتفاق ہے کیا اچہا کہا جسنے کہا ۔

---

† اس آیۃ مین صاف ارشاد ہے کہ اصل مقصود پیدایش مخلوقات سے ذکر وعبادت ہے باقی کہانا پینا کسب وتجارت اسی عبادت کے وسایل وذرایع ہین کیا اچہا کسینے کہا ہے ؎

خوردن برای زیستن وذکر کردن است ٭ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

پہر جو لوگ یہ سمجہے ہوے ہین کہ ہم صرف کہانے پینے اور روٹی کمانیکو پیدا ہوئے ہین اور ان امور مین وہ ایسے منہمک ہین کہ اپنے اصلی فرض عبادت کا نام نہین لیتے وہ سراسر غلطی پر ہین جیسے کہ وہ لوگ غلطی پر ہین جو کسب تجارت کو ناجایز یا خلاف افضل سمجہکر تارک ہو بیٹہے ہین اگر وہ الا لیعبدون کا یہ مطلب سمجہے ہین کہ بجز عبادت اور کوئی کام کرنا خدا کو مطلوب ومرغوب نہین تو چاہئے کہ وہ نماز وذکر کے سوائے کسب وتجارت سے علاوہ اور کام بہی نہ کیا کرین نہ سوئین نہ کہانا کہاوین نہ پانی پئین نہ کلام کرین اور اگر وہ ان افعال کو عبادت کی تکملات ووسایل سمجہتے ہین تو ویسے ہی کسب وتجارت کو عبادت کے

© rasailojaraid.com